قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 11 ستمبر 2020ء | 23 محرم الحرام 1442 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:216

فرمانِ رسول ﷺ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ الْحُبُّ فِي اللّٰہِ، وَالْبُغْضُ فِي اللّٰہِ

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’افضل ترین عمل یہ ہے کہ اللہ ہی کے لیے دوستی رکھی جائے اور اللہ ہی کے لیے دشمنی رکھی جائے۔‘‘

(سنن ابوداؤد کتاب السنۃ باب مجانبۃ اھل الاھواء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

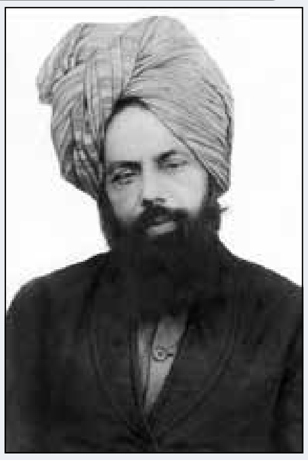

امورِ دنیا کی بجا آوری خدا تعالیٰ کی خاطر کرو

خدا تعالیٰ اس سے تو منع نہیں کرتا کہ انسان دنیا میں کام نہ کرے۔ مگر بات یہ ہے کہ دنیا کیلئے نہ کرے بلکہ دین کے لیے کرے تو وہ موجب برکات ہو جاتا ہے مثلاً خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ بیویوں سے نیک سلوک کرو۔ عَاشِرُوۡھُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ (النساء 20)

لیکن اگر انسان محض اپنی ذاتی اور نفسانی اغراض کی بنا پر وہ سلوک کرتا ہے تو فضول ہے اور وہی سلوک اگر اس حکمِ الٰہی کے واسطے ہے تو موجب برکات۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ محض دنیا کے لیے کرتے ہیں محبت دنیا ان سے کراتی ہے خدا کے واسطے نہیں کرتے اگر اولاد کی خواہش کرے تو اس نیت سے کرے۔ وَاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا (الفرقان 75) پر نظر کر کے کرے کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جائے جو اعلاء کلمۃ الاسلام کا ذریعہ ہو جب ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ زکریا کی طرح اولاد دیدے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی نظر اس سے آگے نہیں جاتی کہ ہمارا باغ ہے یا اَور مِلک ہے وہ اس کا وارث ہو اور کوئی شریک اس کو نہ لے جائے۔ مگر وہ اتنا نہیں سوچتے کہ کمبخت جب تو مر گیا تو تیرے لیے دوست دشمن اپنے بیگانے سب برابر ہیں۔ مَیں نے بہت سے لوگ ایسے دیکھے اور کہتے سنے ہیں کہ دعا کرو کہ اولاد ہو جائے جو اس جائداد کی وارث ہو ایسا نہ ہو کہ مرنے کے بعد کوئی شریک لے جاوے۔ اولاد ہو جائے خواہ وہ بدمعاش ہی ہو یہ معرفت اسلام کی رہ گئی ہے۔ برخلاف اس کے مومن اگر مکان بناتا ہے تو اس میں بھی اس کی نیت دین ہی کی ہوتی ہے لباس، خوراک، اس کا پھر نا غرض ہر کام دین ہی کے واسطے ہوتا ہے وہ خوراک کھاتا ہے مگر موٹا ہونے کے واسطے نہیں بلکہ اس طرح پر جیسے یکہ بان کچھ دور جا کر اپنے ٹٹو کو نہاری اور خوراک دیتے ہیں تا کہ وہ اگلی منزل چلنے کے واسطے تیار ہو جائے اور دم نہ نکل جائے مومن کی غرض بھی خوراک سے یہی ہوتی ہے کیونکہ نفس کا بھی تو ایک حق ہوتا ہے اور اہل وعیال کا بھی اور پھر خدا تعالیٰ کا حق الگ ہے اگر نفس کے حق کی رعایت نہ ہو تو پھر وہ مَر جائے گا اور یہ جوابدہ ہے۔

پس یاد رکھو کہ مومن کی غرض ہر آسائش، ہر قول وفعل، حرکت وسکون سے گو بظاہر نکتہ چینی ہی کا موقعہ ہو مگر دراصل عبادت ہوتی ہے۔ بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں کہ جاہل اعتراض سمجھتا ہے مگر خدا کے نزدیک عبادت ہوتی ہے۔ لیکن اگر اس میں اخلاص کی نیت نہ ہو تو نماز بھی لعنت کا طوق ہو جاتی ہے۔

مومنوں کو کُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا (الطور 20) کا حکم دیا اور جو خدا کے لیے نماز نہیں پڑھتے ان کو فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ (الماعون 5) فرمایا۔ کُلُوۡا ایک امر ہے جب مومن اس کو سمجھ کر بجالاوے تو اس کا ثواب ہوگا۔ اسی طرح عَاشِرُوۡھُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ (النساء 20) امر کی بجا آوری سے ثواب ہوتا ہے لیکن اگر ریاکاری سے نماز بھی ادا کرے تو پھر اس کے لیے عذاب اور ویل ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 578، 579)

ارشاد باری تعالیٰ

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَنۡدَادًا یُّحِبُّوۡنَہُمۡ کَحُبِّ اللّٰہِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ؕ

(البقرۃ: 166)

ترجمہ: اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو اللہ کے مقابل پر شریک بنا لیتے ہیں۔ وہ اُن سے اللہ سے محبت کرنے کی طرح محبت کرتے ہیں۔ جبکہ وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ کی محبت میں (ہر محبت سے) زیادہ شدید ہیں۔

فرمان خلیفہ وقت

پس عقل مند انسان وہی ہے جو عارضی چیز کو مستقل چیز پر قربان کر دے لیکن ہوتا یہ ہے کہ ہم اس عارضی چیز پر، اس عارضی زندگی پر مستقل زندگی کو قربان کر دیتے ہیں اور پھر اپنے آپ کو یہ دنیا دار بہت بڑا اور عقل مند سمجھتے ہیں۔ پس ایک مومن اس کے برعکس کرتا ہے اور کرنا چاہیے۔ تب ہی وہ مومن کہلا سکتا ہے۔ وہ اپنے دل میں خدا تعالیٰ کا خوف رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت اس کے دل میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت تمام دنیاوی محبتوں پر غالب آ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت اس لیے نہیں ہوتی کہ مرنے کے بعد کی زندگی میں سزا ملے گی بلکہ اس لیے ہے کہ میرا پیارا خدا مجھ سے ناراض نہ ہو جائے اور جب یہ محبت کے جذبات ہوں گے تب ہی انسان خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کی بھی کوشش کرتا ہے۔ انسان کا اس دنیا کا ہر عمل آخرت کو سامنے رکھتے ہوئے ہوتا ہے۔ اس کو یہ یقین ہوتا ہے کہ میرا خدا ہی ہے جو میری پرورش کے سامان کرتا ہے، میرا خدا ہی ہے جو مجھے اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے۔ ان میں ہر قسم کی نعمتیں شامل ہیں دنیاوی بھی اور روحانی بھی۔ اگر میں اس کی عبادت کا حق ادا کرتا رہا، اس خدا کو ہی سب طاقتوں کا مالک سمجھتے ہوئے اس کے آگے جھکا رہنے والا بنا رہا تو اس کی نعمتوں سے حصہ پاتا رہوں گا ان شاء اللہ۔ میں اگر اس کے بتائے ہوئے اوامر اور نواہی کے مطابق زندگی گزارتا رہا تو اس کے فضلوں کا وارث بنتا رہوں گا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت کرتے ہوئے اور تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اس کے اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرتا رہا تو وہ مجھ سے راضی ہو گا۔ پس یہ سوچ ہے اور اس کے مطابق عمل ہے جو یقیناً اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق اس کے انعاموں اور فضلوں کا حاصل کرنے والا بنائے گا اور یہی لوگ ہیں جو تقویٰ پر چلنے والے کہلاتے ہیں جو یہ سوچ رکھتے ہیں یعنی وہ جو اللہ تعالیٰ کے تمام حکموں پر عمل کرنے والے ہیں، جن کے دل نرم ہوں گے اور ہوتے ہیں کیونکہ ہر لمحہ ان کے دل میں خدا ہوتا ہے۔ یہی ہیں جن کے

بقیہ صفحہ 8 پر

اس شمارہ میں

- چراغ خود کو نہیں دیکھتا ہے جلتے ہوئے (منظوم)
- خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
- مکرم سید مجیب اللہ صادق صاحب کا ذکرِ خیر
- آج کی دعا

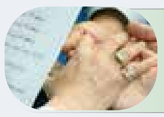

دربارِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

پس یہاں پھر آپ نے ماں باپ کو اس دعا کے ساتھ اپنے عمل دکھانے کی ہدایت فرمادی کہ ہم ان کے پیش رَو ہوں۔ پیش رَو ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہم عملی نمونے قائم کرنے والے بنیں۔ پس قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ بار بار ہر دعا کے ساتھ اس بات کا اعادہ اور تلقین فرماتا ہے کہ اگر تمہیں صالح اولاد کی خواہش ہے تو اپنے عملوں کی طرف نظر رکھو۔

پھر اس بات کے ذکر میں کہ اولاد کی خواہش کیوں ہوتی ہے اور کیوں ہونی چاہئے اور انسان کی پیدائش کا جو مقصد ہے اس کو بھی اولاد کی خواہش کرتے ہوئے سامنے رکھنا چاہئے یا اولاد کی پیدائش کے وقت بھی سامنے رکھنا چاہئے اور اپنے اعمال پر بھی نظر رکھنی چاہئے، اپنی اصلاح کی بھی فکر ہونی چاہئے تا کہ اولاد بھی نیک صالح ہو، نہ کہ صرف دولت اور املاک کی وارث بنانے کے لئے اولاد پیدا کی جائے۔ اور یہ دعا کس ترتیب سے اور کس طرح کرنی چاہئے، ان سب باتوں کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’انسان کو سوچنا چاہئے کہ اسے اولاد کی خواہش کیوں ہوتی ہے؟ کیونکہ اس کو محض طبعی خواہش ہی تک محدود نہ کر دینا چاہئے کہ جیسے پیاس لگتی ہے یا بھوک لگتی ہے۔ لیکن جب یہ ایک خاص اندازے سے گزر جاوے تو ضرور اس کی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57) اب اگر انسان خود مومن اور عبد نہیں بنتا ہے اور اپنی زندگی کے اصل منشاء کو پورا نہیں کرتا ہے اور پورا حقّ عبادت ادا نہیں کرتا بلکہ فسق و فجور میں زندگی بسر کرتا ہے اور گناہ پر گناہ کرتا ہے تو ایسے آدمی کی اولاد کے لئے خواہش کیا نتیجہ رکھے گی۔ صرف یہی کہ گناہ کرنے کے لئے وہ اپنا ایک اَور خلیفہ چھوڑنا چاہتا ہے۔ خود کونسی کمی کی ہے جو اولاد کی خواہش کرتا ہے۔‘‘ فرمایا ’’پس جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیاتِ صالحات کی بجائے اس کا نام باقیاتِ سیّئات رکھنا جائز ہو گا۔‘‘ (نیک صالح اولاد نہیں ہو گی جو پیچھے رہنے والی ہو بلکہ برائیاں کرنے والی چیز پیچھے چھوڑ کے جائیں۔) فرمایا ’’لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مَیں صالح اور خدا ترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں‘‘ (بڑی اچھی خواہش ہے) ’’تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہو گا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔‘‘ (خواہش تو نیک اولاد کی ہو لیکن خود اپنے عمل اس سے مختلف ہوں۔ بہت سارے لوگ ہیں، آتے ہیں اور کہتے ہیں دعا کریں۔ نیک اولاد ہو۔ صالح اولاد ہو۔ اپنی نمازوں کے بارے میں یہی ان کا جواب ہوتا ہے کہ کوشش کرتے ہیں کہ پوری نمازیں پڑھیں۔ جنہوں نے فرائض نماز بھی ادا نہیں کرنے ان کی نیکی کی کیا حالت ہوسکتی ہے۔) آپ فرماتے ہیں کہ ’’اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذّاب ہے۔‘‘ (جھوٹا ہے۔) ’’صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بناوے تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہو گی اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہو گی کہ اس کو باقیاتِ صالحات کا مصداق کہیں۔ لیکن اگر یہ خواہش صرف اس لئے ہو کہ ہمارا نام باقی رہے اور وہ ہمارے اَملاک و اسباب کی وارث ہو یا وہ بڑی نامور اور مشہور ہو اس قسم کی خواہش‘‘ (آپ فرماتے ہیں) ’’میرے نزدیک شرک ہے۔‘‘

پھر اس کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ’’ایک اَور بات ہے کہ اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور ان کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں۔ نہ کبھی ان کے لئے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتب تربیت کو مدّنظر رکھتے ہیں۔‘‘ (دعا کی طرف بھی بہت کم توجہ ہے۔ تربیت کی طرف جو توجہ ہونی چاہئے وہ بھی نہیں ہے۔) فرمایا کہ ’’میری اپنی تو یہ حالت ہے‘‘ اپنے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا۔‘‘ فرمایا کہ ’’بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتدا میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو ان کو تنبیہ نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بیباک ہوتے جاتے ہیں۔‘‘ اگر اولاد کو شروع میں نہیں روکیں گے، ان کو نہیں سمجھائیں گے۔ شروع شروع میں پیار سے بھی سمجھایا جاتا ہے تو پھر آہستہ آہستہ وہ برائیوں میں بڑھتی چلی جاتی ہے۔

(خطبہ جمعہ 14/ جولائی 2017ء)

چراغ خود کو نہیں دیکھتا ہے جلتے ہوئے

نگار صبح کی امید میں پگھلتے ہوئے
چراغ خود کو نہیں دیکھتا ہے جلتے ہوئے

وہ حسن اس کا بیاں کیا کرے جو دیکھتا ہو
ہر اک ادا کے کئی قد نئے نکلتے ہوئے

وہ موجِ میکدۂ رنگ ہے بدن اس کا
کہ ہیں تلاطمِ مئے سے سبو اچھلتے ہوئے

تو ذرہ ذرہ اس عالم کا ہے زلیخا صفت
چلے جو دشتِ بلا میں کوئی سنبھلتے ہوئے

یہ روح کھنچی چلی جا رہی ہے کس کی طرف
یہ پاؤں کیوں نہیں تھکتے ہمارے چلتے ہوئے

اسی کے نام کی خوشبو سے سانس چلتی رہے
اسی کا نام زباں پہ ہو دم نکلتے ہوئے

خیال و خواب کے کیا کیا نہ سلسلے نکلے
چراغ جلتے ہوئے آفتاب ڈھلتے ہوئے

اندھیرے ہیں یہاں سورج کے نام پر روشن
اجالوں سے یہاں دیکھے ہیں لوگ جلتے ہوئے

اتار ان میں کوئی اپنی روشنی یا رب
کہ لوگ تھک گئے ظلمت سے اب بہلتے ہوئے

وہ آ رہے ہیں زمانے کہ تم بھی دیکھو گے
خدا کے ہاتھ سے انسان کو بدلتے ہوئے

وہ صبح ہو گی تو فرعون پھر نہ گزریں گے
دلوں کو روندتے انسان کو مسلتے ہوئے

(عبید اللہ علیمؔ۔ 1998)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ مورخہ 10 فروری 2017ء بمطابق 10 تبلیغ 1396 ہجری شمسی

بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

دنیا میں اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ دنیا داری میں انسان ڈوبتا چلا جا رہا ہے۔ دنیاوی سامانوں کے حصول کے لئے ایک افراتفری پڑی ہوئی ہے، ایک دوڑ لگی ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ کو اور دین کو ایک ثانوی حیثیت دی جاتی ہے بلکہ ایسے دنیا دار ہیں اور ان کی تعداد بڑھ رہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ہی انکاری ہیں اور دین کو نعوذ باللہ ایک لغو چیز خیال کرتے ہیں۔ لیکن ایسے وقت میں ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تلاش میں ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والے دین کی تلاش میں ہیں جو اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جو سچے مذہب اور دین کو پہچاننا چاہتے ہیں۔ سچے دین کی تلاش کر کے اس میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں، بے چین ہوتے ہیں۔ اور یقیناً جب ایک درد کے ساتھ نیک بندے اس کوشش میں ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ بھی ان کی رہنمائی فرماتا ہے، انہیں سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ مختلف ذریعوں سے ان کی تسکین اور حقیقی دین کو سمجھنے کے سامان کرتا ہے۔ ان کے ایمان و یقین میں اضافہ کرتا ہے۔

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کا قرب پانے اور اس کے دین کو سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو مسیح موعود اور مہدی معہود کا مقام دے کر بھیجا اور دنیا کو کہا کہ اپنی سچی اور حقیقی تڑپ اور تسکین کے سامان کرنے کے لئے مسیح موعود کی بیعت میں آؤ۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کے راستوں کو حاصل کرو۔ اپنی عبادتوں کی حقیقت کو پاؤ۔ اپنی دعاؤں کی قبولیت کے نظارے دیکھو۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مختلف طریق سے تڑپ رکھنے والوں کی سچائی کی طرف رہنمائی فرماتا ہے اور ان کے ایمانوں میں اضافہ کرتا ہے۔

جماعت احمدیہ کا ماضی بھی اور حال بھی ایسے واقعات سے بھرا پڑا ہے اور ہر روز دنیا کے کسی نہ کسی گاؤں، شہر اور ملک میں ایسے واقعات ہو رہے ہوتے ہیں جو نہ صرف ان نئے ہدایت پا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے والوں کے ایمانوں میں اضافے کا موجب بنتے ہیں اور ان میں مضبوطی پیدا کرتے ہیں بلکہ پرانے احمدیوں اور پیدائشی احمدیوں کے ایمانوں کو بھی تازہ کرتے ہیں اور ان کے ایمانوں میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ اس وقت میں چند ایسے واقعات یا لوگوں کے تجربات بیان کروں گا کہ کس طرح خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے لوگوں کی ہدایت کے سامان کرتا ہے۔

امیر صاحب گیمبیا ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہیں کہ نیامینا ایسٹ ڈسٹرکٹ (Niamina East Dist.) کے گاؤں کی ایک خاتون سسٹر کانی فاٹی جن کی عمر 65 برس ہے گزشتہ دس سال سے پاؤں کی تکلیف میں مبتلا تھیں اور کہیں سے بھی ان کا علاج نہیں ہو رہا تھا۔ اس تکلیف کی وجہ سے وہ چلنے پھرنے سے بھی قاصر تھیں۔ علاج کے سلسلہ میں اپنے گاؤں سے دُور ایک جگہ ہے بن سنگ (Bansang)، اس علاقے میں گئیں جہاں اتفاق سے انہیں ایم ٹی اے پر میرا خطبہ سننے کا موقع مل گیا۔ موصوفہ جب اپنے گاؤں واپس آئیں تو خواب میں انہیں بتایا گیا کہ تم نے ٹی وی پر جس کو دیکھا تھا اسی کے پیچھے چلو کیونکہ وہ صحیح اور نجات کا راستہ تمہیں بتا رہا ہے۔ چنانچہ موصوفہ نے اس خواب کے بعد بیعت کر لی۔ امیر صاحب لکھتے ہیں کہ بیعت کرنے کی دیر تھی کہ ان خاتون کی پاؤں کی تکلیف جاتی رہی اور اس وجہ سے ان کے ایمان میں بڑا اضافہ ہوا اور اب وہ سارے گاؤں میں تبلیغ کرتی ہیں۔ لوگوں کو بتاتی ہیں کہ کس طرح ان کی تکلیف جماعت احمدیہ میں شمولیت کی برکت سے دور ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ نے بھی جس کو اس کی نیکی پر بچانا ہوتا ہے یا کسی کی کوئی نیکی پسند آتی ہے تو اس کے لئے عجیب عجیب طریق سے ان کی رہنمائی فرماتا ہے۔ ایک دنیا دار آدمی کہہ سکتا ہے کہ یہ گاؤں کی رہنے والی ایک جاہل اَن پڑھ عورت ہے۔ اس کے دل کا وہم ہو گا۔ لیکن جس کو اللہ تعالیٰ ایمان کی دولت دے کر پھر اس میں مضبوط کرتا ہے وہ ایسے دنیا داروں کو جاہل سمجھتے ہیں۔ اسی طرح برکینا فاسو جو مغربی افریقہ کا ایک فرانسیسی بولنے والا ملک ہے۔ صحارا کے قریب ہے بلکہ کچھ حصہ بھی اس میں شامل ہے۔ اس دُور دراز ملک میں رہنے والے ایک شخص کی اور صرف ملک ہی دور نہیں بلکہ اس ملک میں بھی ایک چھوٹے سے قصبے میں یا گاؤں میں رہنے والے کی اللہ تعالیٰ نے کس طرح رہنمائی فرمائی۔ اس بارے میں مبلغ انچارج نے لکھا کہ لیو (Leo) ریجن کی ایک جماعت کے ایک دوست سوادو (Sawadogo) صاحب نے جلسہ سالانہ جرمنی کے بعد احمدیت قبول کی۔ وہ بتاتے ہیں کہ وہ باقاعدگی سے جماعت احمدیہ کا ریڈیو سنتے تھے اور اگر کوئی جماعت کا وفد ان کے گاؤں تبلیغ کرنے آتا تو گاؤں کا بااثر فرد ہونے کی وجہ سے کہتے ہیں کہ مَیں ان کا خوب خیال رکھتا اور تبلیغ کا اہتمام بھی کرواتا۔ احمدی نہیں تھے لیکن احمدیوں کے ہمدرد تھے۔ کچھ عرصہ بعد مولویوں کو اس بات کا علم ہوا تو یہ کہتے ہیں وہ مولوی میرے پاس آئے اور آ کر کہنے لگے کہ تم احمدیہ ریڈیو بالکل نہ سنا کرو اور نہ ہی احمدیوں سے میل ملاپ رکھو کیونکہ یہ تمہارے اسلام کو خراب کر دیں گے۔ کہتے ہیں کہ مولویوں کی باتوں کی وجہ سے مَیں نے احمدیوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا اور احمدیہ ریڈیو سننا بھی بند کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد ایسا اتفاق ہوا کہ ایک سفر سے میں واپس آ رہا تھا تو نماز پڑھنے کی غرض سے ایک مسجد میں رکا۔ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا وہاں مسجد تھی۔ تو نماز شروع ہو چکی تھی اس لئے جلدی جلدی وضو کرنے لگا۔ اسی دوران ایک اور شخص مسجد میں داخل ہوا اور کہنے لگا کہ یہ احمدیوں کا گاؤں ہے اور مسجد بھی احمدیوں کی ہے۔ کہتے ہیں یہ سنتے ہی میں سوچنے لگا کہ میں کہاں پھنس گیا۔ میں تو بڑی دیر سے ان کو avoid کر رہا تھا اور پھر میں آہستہ آہستہ وضو کرنے لگا کہ نماز ختم ہو تو اپنی علیحدہ نماز پڑھوں گا۔ بہرحال ان کو نماز تو وہاں پڑھنی پڑی۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی نیکی پسند آئی ہوئی ہو گی جو مجبوراً ان کو ہماری مسجد میں نماز پڑھنی پڑی۔ بہرحال کہتے ہیں اسی رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا ہجوم ہے اور مَیں ہجوم کے اندر لوگوں کو ہٹا رہا ہوں اور ہٹا کر میں آگے جا کر دیکھتا ہوں تو وہاں ایک شخص کھڑا ہے اور ہزاروں کا مجمع اس کے ارد گرد کھڑا ہے۔ مَیں کسی شخص سے پوچھتا ہوں کہ یہ کون شخص ہے جس کے ارد گرد لوگ کھڑے ہیں۔ اس پر وہ آدمی جواب دیتا ہے کہ یہ وہی ہیں جن کی بات تمہیں سننی چاہئے مگر مولویوں نے تمہیں اصل راستے سے ہٹا دیا ہے۔ کہتے ہیں اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔ مجھ پر اس خواب کا ایسا اثر ہوا کہ میں نے احمدیوں سے دوبارہ رابطہ بحال کر لیا۔ پھر میں نے ایک دن مشن ہاؤس فون کر کے مربی صاحب کو کہا کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ مربی صاحب نے کہا کہ فلاں دن مشن ہاؤس آ جانا۔ کہتے ہیں جب میں مقررہ دن مشن ہاؤس پہنچا تو وہاں سب لوگ ٹی وی پر کچھ دیکھ رہے تھے۔ کہتے ہیں مَیں نے بھی آگے بڑھ کر ٹی وی دیکھا تو وہ منظر دیکھ کر میں حیران رہ گیا کیونکہ ٹی وی پر بالکل وہی منظر تھا جو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اور پوچھنے پر مربی صاحب نے مجھے بتایا کہ یہ جلسہ سالانہ کی اختتامی تقریب ہے اور ہمارے خلیفہ اس سے خطاب کر رہے ہیں اس پر مَیں نے مربی صاحب سے کہا کہ فوراً میری بیعت لے لیں۔ کہتے ہیں خدا کی قسم یہی منظر اور یہی شخص میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصوف اب اپنے اہل و عیال سمیت احمدی ہو چکے ہیں اور گاؤں کے مزید افراد کو بھی تبلیغ کر رہے ہیں۔ جو شخص اس طرح کے ذاتی تجربات سے گزرا ہو اور اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اس کو حاصل ہوئی ہو وہ یقیناً اپنے ایمان میں مضبوطی حاصل کرتا چلا جاتا ہے۔ مجھے کئی لوگ خط لکھتے ہیں کہ ہم نے جس طرح اللہ تعالیٰ سے تسلی پا کر اور نشان دیکھ کر بیعت کی ہے اور احمدیت کو قبول کیا ہے ہمارے ایمان کو کوئی بھی نہیں ہلا سکتا۔ ہمیں کسی مزید دلیل کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ بعض لوگ مخالفت میں اس حد تک ڈھٹائی پر اتر آتے ہیں کہ عقل کی بات سننا ہی نہیں چاہتے۔ لیکن ایسے بھی ہیں جو تکبر میں بڑھے ہوئے نہیں، جن میں کچھ حد تک انسانیت ہے بلکہ کہنا چاہئے یا بہت حد تک انسانیت ہے تو ایسے لوگ جو ہیں جن میں تکبر نہیں ہے اور انسانیت ہے ان کی پھر اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے۔ اگر وہ اس رہنمائی سے فائدہ اٹھا لیں تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن جاتے ہیں۔ ایسا ہی ایک واقعہ سیریا کے ایک شخص کے ساتھ پیش آیا۔ پہلے تو وہ مخالفت میں بڑھا ہوا تھا لیکن پھر حقیقت پانے کے لئے اسے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی کا خیال پیدا ہوا بلکہ خیال دلوایا گیا تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو رہنمائی بھی حاصل ہوئی۔

احمد صاحب سیریا کے ایک شخص ہیں۔ کہتے ہیں کہ احمدیوں کے ساتھ میرے تعلقات تھے۔ اٹھنا بیٹھنا تھا۔ باہر ملتے تھے یا میرے گھر میں بھی آ جاتے تھے۔ میں بہت ساری باتیں تو مانتا تھا لیکن سب باتیں ماننے کے باوجود وفات مسیح پر آ کر میں اٹک جاتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں ایک لمبے عرصے سے مسیح کے آسمان سے نزول کا منتظر تھا اور مسیح کے لشکر میں شامل ہو کر بیت المقدس کو آزاد کروانے کی دیرینہ خواہش لئے ہوئے تھا۔ وفات مسیح کے بارے میں سن کر میرے مزعومہ جہاد کے سارے خواب چکنا چور ہو گئے۔ مسیح آسمان سے نہیں اترے گا تو میں جہاد

کس طرح کروں گا؟ کہتے ہیں ایک روز میرے گھر میں بعض احمدی احباب بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں معتزالقزق صاحب بھی تھے۔ اس دوران جو وفات مسیح کے موضوع پر بات شروع ہوئی تو میں نے کہا کہ تم احمدیوں کو خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آج کے بعد وفات مسیح کے موضوع پر مجھ سے یا میرے گھر میں بات نہ کرنا۔ اس پر قزق صاحب نے کہا کہ میری بھی ایک درخواست ہے کہ آپ خدا تعالیٰ سے اس بارے میں رہنمائی کے لئے دعا کریں۔ کہتے ہیں ان کی یہ بات مجھے بڑی پسند آئی اور میں نے اسی شام سے خدا تعالیٰ کے حضور سجدوں میں رو رو کر دعا کرنی شروع کر دی۔ جب رات کو سویا تو خواب میں دیکھا کہ میں کسی بلند مقام کی طرف سفر کر رہا ہوں۔ راستے میں ایک بھر بھری سی زمین کا ٹکڑا آتا ہے جس پر قدم رکھتے ہی احساس ہوتا ہے کہ یہ مجھے کسی گہری کھائی کی طرف دھکیل کر لے جا رہا ہے۔ اس پریشانی کے عالم میں ایک شخص مجھے کندھے سے پکڑ کر اٹھا لیتا ہے اور کہتا ہے کہ ابوحسن (یہ احمد صاحب کی کنیت ہے) اب اس جگہ ہرگز نہ آنا اور یقین کر لو کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ لو اب اپنے راستے پر چلتے رہو۔ کہتے ہیں جب میں بیدار ہوا تو اپنے احمدی بھائی سے فون کر کے کہا کہ میں نے معتزالقزق صاحب کے پاس جانا ہے۔ پھر جب ہم دونوں معتز صاحب کے گھر پہنچے تو داخل ہوتے ہی دیوار پر لگی ایک تصویر کو دیکھ کر میں ٹھٹھک کر رہ گیا اور پوچھا کہ یہ کس کی تصویر ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ حضرت مسیح موعود امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر ہے۔ یہ سنتے ہی میں نے کہا کہ میں ابھی بیعت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ کمرے کی دیوار پر لگی یہ تصویر اسی شخص کی تھی جس نے خواب میں مجھے کندھوں سے پکڑ کر دلدل نما مٹی سے نکال کر کہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ مختلف ذرائع سے دین کو سمجھنے اور سچائی کے پانے کے لئے راستے کھولتا ہے۔ کبھی خوابوں کے ذریعہ سے اور کبھی تبلیغ کے ذریعہ سے۔ کبھی کسی کو جماعت احمدیہ کی طرف سے اسلام کی حقیقی تعلیم کے بارے میں کوئی کتاب یا لٹریچر مل جائے تو اسے پڑھ کر۔ کبھی کوئی کسی احمدی کے اخلاق سے متاثر ہو کر احمدیت اور حقیقی اسلام قبول کرتا ہے۔ آج کل بہت سے لوگ ہیں جو ایم ٹی اے کے ذریعہ بھی حقیقی اسلام کا علم پا کر احمدیت میں داخل ہوتے ہیں۔

بینن کے مبلغ سلسلہ نے لکھا کہ ایک علاقے کے چیف جو مشرک تھے ان کو تبلیغ کی گئی تو وہ احمدی ہو کر حقیقی اسلام پر عمل کرنے لگ گئے۔ جو دل شرک کی آماجگاہ تھا وہ خدائے واحد کے آگے جھکنے والا بن گیا بلکہ اتنا ہی نہیں وہ علاقے کے مسلمانوں کو بھی حقیقی اسلام کی دعوت دینے والوں میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ جب ان کے علاقے میں ایک مسجد کا افتتاح ہوا تو اس موقع پر انہوں نے جو خطاب کیا اس کا کچھ حصہ انہی کی زبانی بیان کرتا ہوں۔ وہ چیف جو مشرک تھے اور پھر جو مسلمان ہو گئے کہتے ہیں کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ غیر احمدی جماعت احمدیہ کی مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ آج جماعت احمدیہ ہی تو اسلام کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچا رہی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں ایک سال پہلے تک مشرک تھا اور مشرکوں کا بادشاہ تھا۔ جماعت احمدیہ کے مبلغ نے میری سوچ کو بدل دیا اور اسلام کا صحیح چہرہ مجھے دکھایا تو میں اسلام میں داخل ہوگیا۔ اگر جماعت احمدیہ عیسائیوں اور مشرکوں کو اسلام میں لا رہی ہے تو تمہیں اس کی کیا تکلیف ہے۔ کہتے ہیں یہ مسجد تمام لوگوں کے لئے کھلی ہے۔ اللہ کی عبادت کے لئے اگر ایک عیسائی بھی اس مسجد میں آئے گا تو اس کو روکا نہیں جائے گا۔ تم لوگ مخالفت چھوڑو اور اندر آ کر دیکھو۔ یہاں صرف محبت، امن اور بھائی چارے کا سبق ملے گا۔ جماعت احمدیہ صرف اور صرف دنیا کی بھلائی چاہتی ہے۔ موصوف کہنے لگے کہ میرا دل کرتا ہے کہ میں یہاں مسجد کے ساتھ ایک مکان بناؤں اور ہر آنے والے کو بتاؤں کہ جماعت احمدیہ ہی سچا اسلام ہے۔

ایک طرف تو وہ لیڈر علماء ہیں جو اسلام کے نام پر فتنہ و فساد پیدا کر رہے ہیں۔ تکبر کے مارے ہوئے ہیں۔ اپنی ذاتی اَناؤں کی وجہ سے مسلمان سے مسلمان کا خون کروا رہے ہیں۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کو کسی مشرک کی کوئی نیکی پسند آتی ہے یا اس پر فضل فرماتا ہے تو اسے اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کے دعویداروں کے لئے حقیقی اسلامی تعلیم بتانے اور فتنہ و فساد سے بچنے کی تعلیم دینے کے لئے کھڑا کر دیتا ہے۔ تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فعل جو اگر انسان عاجز ہو تو کس طرح اس پر فضل فرماتا ہے۔ لیکن اگر تکبر میں بڑھا ہوا ہے تو لاکھ وہ نمازیں پڑھنے والا ہے، دعائیں کرنے والا ہے، اپنے آپ کو نیک سمجھنے والا ہے، حاجی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت نہیں ملتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں جب لوگ آتے ہیں اور حقیقی اسلام کا مزہ چکھتے ہیں تو پھر ان کی حالتوں میں کیا تبدیلی پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی کس طرح رہنمائی فرماتا ہے اور قربانی میں وہ کس طرح بڑھتے ہیں، اس بارے میں ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے ہمارے ایک مبلغ لکھتے ہیں کہ کیمرون کے دورہ کے دوران ایک ریٹائرڈ فوجی نے بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ اس فوجی کا تعلق بیمون (Bamoun) قبیلے سے ہے جہاں کے سلطان گزشتہ سال (پچھلے سال انہوں نے لکھا تھا۔ یہ واقعہ دو سال پہلے کا ہے) جلسہ سالانہ یوکے میں شامل ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس دفعہ جب کیمرون کا دورہ کیا تو ان صاحب سے دوبارہ ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ وہ مسجد کے لئے جماعت کو ایک پلاٹ دینا چاہتے ہیں۔ کہتے ہیں میں اور صدر جماعت پلاٹ دیکھنے کے لئے گئے تو دیکھا کہ انہوں نے اس پلاٹ میں ایک بیسمنٹ پہلے سے بنائی ہوئی ہے۔ وہاں تعمیر ہو رہی تھی اور بیسمنٹ بنی ہوئی تھی اور وہ بیسمنٹ کے اوپر مکان تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ موصوف نے بتایا کہ میرے والد جو کہ وفات پا چکے ہیں وہ میری خواب میں آئے اور انہوں نے کہا کہ تم اس جگہ اپنا مکان نہیں بلکہ مسجد بناؤ۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ پلاٹ اور بلڈنگ جو میں نے شروع کی ہے وہ جماعت کے نام کر دوں تا کہ جماعت اس جگہ مسجد تعمیر کر سکے اور یہ پلاٹ کافی بڑا تقریباً ہزار مربع میٹر ہے۔ انہوں نے پلاٹ کے کاغذات بھی جماعت کے نام کر دیئے ہیں۔ انشاء اللہ مسجد کی تعمیر ہو جائے گی۔

پھر ایک واقعہ بیان کرتا ہوں کہ کس طرح اسلام کا درد رکھنے والے ایک دور دراز علاقے میں رہنے والے شخص کی دعا کو اللہ تعالیٰ نے سنا اور اسلام کی حقیقی تعلیم کے رائج کرنے کے لئے ایک احمدی مبلغ کو اس کے پاس بھیجا۔ اس کو بیان کرتے ہوئے آئیوری کوسٹ کے ایک معلم ہیں وہ لکھتے ہیں کہ آئیوری کوسٹ ابنگرو (Abengourou) ریجن کے ایک دور افتادہ گاؤں یاؤکورو (Yadukro) سے سعیدو صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کے گاؤں میں اسلام ان کے دادا کے ذریعہ آیا تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ لوگ اسلام سے دور ہو گئے یہاں تک کہ اسلام برائے نام رہ گیا جیسے عام مسلمانوں کا حال ہے۔ سعیدو صاحب کہتے ہیں کہ میں اکثر دعا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا فرمائے کہ گاؤں کے لوگ اسلام کی اصل تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔ کہتے ہیں رمضان المبارک 2016ء کے آغاز میں یہ دعا کرتے کرتے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ بہت درد سے میں نے دعا کی۔ اس کے ایک دو روز بعد ہی جماعت احمدیہ کے مبلغ ہمارے گاؤں آئے اور جماعت کا تعارف کرایا۔ کہتے ہیں یہ بات میرے لئے بہت ایمان افروز تھی کہ ہمارے دور افتادہ گاؤں میں بھی کوئی داعی الی اللہ اس طرح اسلام کے احیائے نَو کا پیغام لے کر آیا ہے۔ مبلغ سلسلہ کے اس دورے کے دوران گاؤں کے 55/افراد نے بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کر لی۔ سعیدو صاحب کہتے ہیں اس طرح جماعت احمدیہ کی بدولت آج ہم اسلام کی صحیح تعلیم پر عمل پیرا ہیں۔ ذرا غور کریں ایک طرف تو ترقی یافتہ ملکوں میں رہنے والے لوگ ہیں جو دین کو بھلا کر دنیاوی چیزوں کے لئے بے چین ہیں اور دوسری طرف افریقہ کے علاقے میں ایک دور دراز گاؤں کا رہنے والا ایک شخص جس کے گاؤں تک پکی سڑک بھی شاید نہیں جاتی، جو دنیا کی آسائشوں سے بھی محروم ہے لیکن ایک تڑپ دل میں رکھے ہوئے ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تڑپ تڑپ کے یہ دعا کرتا ہے کہ اسلام کی تعلیم یہاں ختم ہو رہی ہے کسی کو بھیج جو ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم پر دوبارہ قائم کرے، اس کے بارے میں بتائے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے مسیح محمدی کا ایک غلام اس علاقے تک پہنچتا ہے اور ان کو اسلام کے بارے میں بتاتا ہے کیونکہ آج دنیا کو اگر کوئی حقیقی اسلام سکھا سکتا ہے تو وہی سکھا سکتا ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا اور آپ کے ذریعہ سے اسلام کی حقیقت کو پہچانا۔

پس ہم میں سے ہر ایک کا یہ کام ہے کہ درد کے ساتھ اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے اور ہر شخص تک پہنچانے کے لئے دعائیں بھی کریں اور کوشش بھی کریں۔ کہنے کو تو بہت سے ادارے ہیں، بعض گروہ ہیں، تنظیمیں ہیں جو اسلام کے نام پر کام کر رہی ہیں، تبلیغی جماعت بھی ہے، لیکن تقریباً ہر ایک اپنے ذاتی مفادات کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ مخالفت میں ایک دوسرے پر ہر وقت کفر کے فتوے دینے کو بھی تیار رہتے ہیں۔ انہوں نے کیا اسلام کی خدمت کرنی ہے؟ یہ کام آج مسیح محمدی کے غلاموں کا ہی ہے کہ اسلام کا پیغام پہنچائیں۔ ہمارا کام تو اللہ تعالیٰ خود آسان کر رہا ہے۔ کسی کو خواب کے ذریعہ سے تو کسی کو کسی اور ذریعہ سے رہنمائی کر رہا ہے۔ پس اگر ہم نے حق بیعت ادا کرنا ہے تو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مددگاروں میں بننے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ہمیں بیعت کے بعد کیسا ہونا چاہئے؟ کیا بننا چاہئے؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’بیعت رسمی فائدہ نہیں دیتی۔ ایسی بیعت سے حصہ دار ہونا مشکل ہوتا ہے‘‘۔ (یعنی ان باتوں میں حصہ دار ہونا، ان برکات میں حصہ دار ہونا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رکھی گئی ہیں۔) فرمایا کہ ’’اُسی وقت حصہ دار ہو گا جب اپنے وجود کو ترک کر کے بالکل محبت اور اخلاص کے ساتھ اس کے ساتھ ہو جاوے۔ منافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچا تعلق نہ ہونے کی وجہ سے آخر بے ایمان رہے۔ ان کو سچی محبت اور اخلاص پیدا نہ ہوا اس لئے ظاہری لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ان کے کام نہ آیا تو ان تعلقات کو بڑھانا ضروری امر ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’... محبت و اخلاص کا تعلق بڑھانا چاہئے۔ جہاں تک ممکن ہو اُس انسان (یعنی مرشد) کے ہمرنگ ہو طریقوں میں اور اعتقاد میں۔‘‘ (جس کو مانا ہے جیسا وہ ہے ویسے خود بننے کی کوشش کرو۔) فرمایا ’’... عمر کا اعتبار نہیں ہے۔ جلدی راستبازی اور عبادت کی طرف جھکنا چاہئے اور صبح سے لے کر شام تک حساب کرنا چاہئے‘‘

(کہ میں کس طرح زندگی گزار رہا ہوں۔) (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 5۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ نئے آنے والوں کو بھی ایمان و ایقان میں بڑھائے۔ اعتقادی اور عملی لحاظ سے وہ ترقی کرنے والے ہوں۔ جو ایمان کی چنگاری اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں جلائی ہے، لگائی ہے احمدیت اور حقیقی اسلام کو قبول کرنے کے بعد وہ اس میں بڑھتے چلے جائیں۔ شیطان کبھی بھی انہیں ورغلانے والا نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ انہیں ثبات قدم بھی عطا فرمائے۔ اور ہم جو پرانے اور پیدائشی احمدی ہیں ہمیں بھی اللہ تعالیٰ اپنے ایمانوں کو بڑھانے اور ہر وقت اس میں جلا پیدا کرنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے تعلق میں بڑھنے کی بھی ہمیں توفیق دے۔ کبھی کوئی کسی نئے آنے والے کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنے اور ہم ہمیشہ دنیا کو سیدھا راستہ دکھانے والے ہوں۔ اس بات پر خوش نہ ہوں کہ ہم پرانے احمدی ہیں بلکہ بیعت کا مقصد پورا کرنے والے ہوں۔ دنیاوی سامان ہمارا مطمح نظر نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہو۔ اور ہم جلد از جلد حقیقی اسلام کو دنیا میں پھیلتا ہوا دیکھیں تا کہ دنیا کو بتا سکیں کہ تم جسے دنیا کے لئے نقصان دہ چیز سمجھتے ہو وہی حقیقت میں تمہارے لئے اور دنیا کے لئے نجات کا راستہ ہے۔

☆...☆...☆

جماعت احمدیہ لندن کے قدیمی ممبر، فدائی احمدی اور خدمتگار

مکرم سید مجیب اللہ صادق صاحب کا ذکرِ خیر

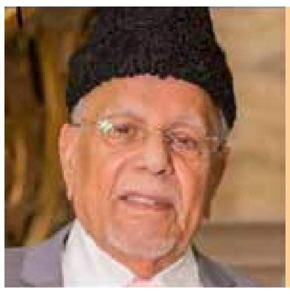

(محمد محمود طاہر)

لندن جماعت کے فدائی اور قدیمی ممبر، رضا کار کارکن دفتر امیر صاحب یوکے اور سابق صدر جماعت ارلز فیلڈ مکرم سید مجیب اللہ صادق صاحب مورخہ 28 مئی 2020ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ إنا للہ وإنا الیہ راجعون آپ مکرم سید صادق علی صاحب اور مکرمہ سیدہ سلمیٰ بیگم صاحبہ بنت محترم سید محبوب عالم بہاری صاحب کے صاحبزادے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 17 جولائی 2020ء میں مکرم مجیب اللہ صادق صاحب کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے آپ کے تعلق باللہ، اخلاص و وفا، جماعتی خدمات، بچوں کی اعلیٰ تربیت اور دیگر محاسن کا تذکرہ فرمایا اور نمازِ جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

آپ نے قادیان کی مقدس بستی میں آنکھ کھولی اور قادیان کے پاکیزہ ماحول میں جہاں حضرت مصلح موعودؓ کا بابرکت وجود اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صورت میں چلتے پھرتے فرشتے بچوں کی تربیت پر اپنا غیر معمولی نیک اثر ڈالتے تھے۔ اسی ماحول میں محترم مجیب اللہ صادق صاحب پروان چڑھے اور اس نیک تربیت کا اثر تادم واپس آپ کی شخصیت پر منعکس رہا اور برطانیہ میں گزرے 59 سال اس تربیت پر اثر انداز نہ ہو سکے بلکہ آپ نے اپنے نیک اثرات یہاں کے مادہ پرست لوگوں پر ڈالے۔

آپ کے والد محترم سید صادق علی صاحب آف سہارنپور نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دست مبارک پر شرف بیعت حاصل کیا۔ آپ کے نانا حضرت سید محبوب عالم صاحب بہاری نے پارٹیشن کے وقت 19 ستمبر 1947ء کو قادیان میں مخالف کی گولی کا نشانہ بن کر جام شہادت نوش فرمانے کی سعادت حاصل کی۔ آپ کی شہادت کا تذکرہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ 14 مئی 1999ء میں فرمایا تھا۔ حضرت سید محبوب عالم صاحب کے بھائی حضرت سید محمود عالم صاحب سابق آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ وہ تاریخی شخصیت ہیں جنہوں نے 1907ء میں بہار سے قادیان تک پیدل انتہائی کٹھن، طویل اور پُرخطر سفر طے کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی۔

محترم سید مجیب اللہ صادق صاحب کے ابتدائی حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کے بیٹے مکرم ڈاکٹر سید کلیم اللہ صادق صاحب بیان کرتے ہیں کہ والد محترم چھ بہن بھائیوں میں پانچویں نمبر پر تھے۔ انکے والد سید صادق علی صاحب ڈیرہ دُون میں فاریسٹری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ سے وابستہ تھے لیکن انہوں نے اپنے بچوں کی تربیت کی خاطر قادیان میں اپنا گھر ''سفینہ صادق'' تعمیر کیا اور بچوں کو قادیان کے پاکیزہ ماحول میں پروان چڑھایا۔ محترم مجیب صاحب کی والدہ جوانی میں ہی تقریباً 28 سال کی عمر میں اپنے کم سن بچوں کو پیچھے چھوڑ کر وفات پا گئیں۔ تب آپ کی بڑی ہمشیرہ مکرمہ شمسہ سفیر صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر سید سفیر الدین بشیر احمد صاحب مرحوم (مکرم عامر سفیر صاحب چیف ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز لندن کی دادی جان) نے اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی پرورش کی ذمہ داری سنبھالی۔ اتفاق سے آپ کو قادیان میں بہت مخلص اور ہمدرد ہمسائے بھی میسر تھے جن میں حضرت قاضی محمد نذیر صاحب قابل ذکر ہیں۔ ان کی ہمدردی، شفقت اور نگرانی آپ کو میسر رہی۔

قادیان کے مقدس ماحول میں بچپن کی نیک تربیت نے آپ کی شخصیت پر گہرے نقش ثبت کئے ہیں۔ چھوٹی عمر میں ہی پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرنے کی عادت پختہ ہوگئی۔ مسجد نور آپ کے گھر سے قریب تھی۔ آپ بتایا کرتے تھے کہ فجر کی نماز کیلئے مسجد نور جاتا تو راستے میں آموں کے پیڑ تھے۔ اندھیرے میں کہیں پتھر اور کہیں آم بھی گرے ہوتے۔ پاؤں سے ٹکراتے تو آم اور پتھر کا فرق معلوم ہوتا۔ راستے کے آموں سے فجر کے بعد لطف اندوز ہوا کرتے تھے۔ بچپن میں ایک بار عشاء کی نماز کے دوران آپ کی آنکھ لگ گئی اور مسجد میں سوتے رہے، بہت دیر ہوگئی۔ جب آنکھ کھلی تو لہراتے درختوں کی شاخیں اور ان کے سائے سے خوفزدہ ہو گئے۔ یکدم آپ کی نظر کونے میں موجود ایک بزرگ پر پڑی جو عبادت میں مصروف تھے۔ وہ نماز سے فارغ ہوئے تو نہایت شفقت اور پیار سے آپ کا حال دریافت کیا اور آپ کی پریشانی دور ہوئی۔ دریں اثناء آپ کے گھر والے بھی آپ کو تلاش کرتے مسجد پہنچ گئے۔

تقسیم پاک و ہند کا واقعہ بھی آپ کے بچپن میں ہی رونما ہوا اور ہجرت کے مصائب اور مشکلات سے آپ کو دوچار ہونا پڑا۔ آپ کے والد محترم قادیان میں ہی ٹھہر گئے تھے اور آپ بچوں نے یہ کٹھن سفر طے کیا اور لاہور منتقل ہوگئے۔ یہ مشکلات کئی سال جاری رہیں۔ آپ لوگ ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ کے والد قادیان سے پاکستان آگئے اور پھر سب ربوہ رہائش پذیر ہو گئے۔ آپ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ سے میٹرک کیا۔ اس زمانے میں ربوہ کی سرزمین کلر، شورزدہ اور غیر ذی زرع تھی اس لئے زمین پر چلنا دشوار ہوتا۔ پاؤں کلر میں دھنس جاتے اور شورزدہ گرد کپڑے خراب کر دیتی۔ سانپ اور بچھو دیکھنا تو معمول کی بات تھی۔ ربوہ سے چنیوٹ تک کا سفر کٹھن ہوتا اور مخالفین کے حملوں کا بھی خوف رہتا تھا۔ لیکن احمدی اساتذہ انتہائی محنت اور محبت سے طلباء کو تعلیم کے ساتھ ساتھ اخلاق عالیہ کا درس دیتے اور اپنے پاک نمونہ سے انہیں متاثر کرتے اور اپنی دعاؤں سے ان کی کایا پلٹ رہے تھے۔ اپنے اساتذہ بالخصوص حضرت صوفی غلام محمد صاحب (والد محترم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب) کا بہت ذکر خیر کرتے تھے۔ آپ بتاتے تھے کہ ایک دفعہ امتحانی ہال میں ہم موجود تھے، امتحانات ہو رہے تھے۔ ہمارے اساتذہ ہماری خیریت پوچھتے اور تسلی دیتے اور جب امتحان شروع ہوا تو اساتذہ کو ہال چھوڑنا ہوتا تھا۔ اس دوران ہم نے اساتذہ کو روتے ہوئے ہماری کامیابی کے لئے دعائیں کرتے ہوئے سنا ہے۔ یہ واقعہ یاد کر کے آپ خود بھی آبدیدہ ہو جاتے کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے سب افراد ایک جسم کے اعضاء کی مانند تھے۔

آپ کی بڑی ہمشیرہ مکرمہ شمسہ سفیر صاحبہ جو آپ کے لئے بمنزلہ والدہ کے تھیں، انکی شادی کے بعد انہیں اپنے شوہر مکرم ڈاکٹر سید سفیر الدین بشیر احمد صاحب جو قادیان سے وقف کر کے براستہ لندن گھانا بھجوائے گئے تھے (انہوں نے احمدیہ تعلیم الاسلام سیکنڈری سکول کماسی کے لئے شاندار خدمات بھی سرانجام دیں) ان کے پاس اکیلی لندن پہنچ کر وہاں سے کماسی گھانا چلی گئیں۔ آپ گھانا خدمات بجالانے کے بعد لندن منتقل ہو گئے تھے۔

مکرم مجیب اللہ صاحب تعلیم الاسلام کالج سے اپنی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم اور ملازمت کے لئے کراچی چلے گئے اور پھر 1961ء میں لندن اپنی ہمشیرہ شمسہ سفیر صاحبہ کے پاس آگئے۔ یوں آپ گزشتہ 59 سال سے برطانیہ میں مقیم تھے۔

آپ جب لندن آئے تو اس زمانہ میں لندن شہر غیر ملکیوں کے لئے سہل مقام نہ تھا۔ یہاں نوکری ملنے کی بھی مشکلات تھیں۔ لیکن یہاں کے احباب جماعت کا آپس میں گہرا اور مضبوط محبت کا تعلق تھا۔ اور ممبران جماعت حصول ملازمت کے لئے اپنے اداروں میں بھی احمدیوں کی معاونت کرتے۔ آپ مولوی عبدالکریم صاحب آف لندن کی اس خدمت کا بارہا تذکرہ کیا کرتے تھے کہ کس طرح انہوں نے کئی احمدیوں کو کار چلانی سکھائی اور بہت سے احمدیوں کو کام پر اپنی گاڑی میں لے جایا کرتے تھے۔

شادی و اولاد

مکرم سید مجیب اللہ صادق صاحب کی شادی مارچ 1968ء میں مکرمہ عائشہ صادق صاحبہ بنت مکرم بابو محمد عالم صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر سے ہوئی۔ آپ مکرم ناصر احمد شمس صاحب سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ کی سب سے چھوٹی پھوپھی ہیں۔ آپ کی اہلیہ کو ربوہ میں جنرل سیکرٹری حلقہ دارالصدر غربی اور پھر نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ برطانیہ میں بطور اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری، سیکرٹری تربیت، سیکرٹری تعلیم، سیکرٹری خدمتِ خلق اور شعبہ رشتہ ناطہ میں خدمت کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹے اور دو بیٹیوں سے نوازا۔

(۱) مکرم سید شعیب صادق صاحب (۲) مکرم ڈاکٹر سید کلیم اللہ صادق صاحب (آپ ایم ٹی اے میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں، ایم ٹی اے انٹرنیشنل اور ایم ٹی اے افریقہ کے ناظرین آپ سے بخوبی واقف ہیں) (۳) مکرمہ سیدہ رضوانہ یحییٰ صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر محمد یحییٰ صاحب آپ

لجنہ یوکے کی رشتہ ناطہ کمیٹی میں خدمت کر رہی ہیں۔ (۴) مکرمہ فرحانہ ڈار صاحبہ اہلیہ مکرم عاصم ڈار صاحب۔ آپ ریویو آف ریلیجنز میں پروف ریڈنگ کی ہیڈ اور لوکل مجلس میں نائب صدر لجنہ ہیں۔

الحمد للہ آپ کی اولاد جماعتی خدمات میں پیش پیش ہے۔ محترم سید مجیب اللہ صاحب نے بھرپور عائلی زندگی گزاری۔ آپ ایک باوفا شوہر اور شفیق باپ تھے۔ اپنے بچوں کی اعلیٰ رنگ میں تربیت کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی لندن ہجرت سے پہلے بھی رہائش مسجد فضل کے پاس رکھی اور بعد میں اپنا گھر بھی مسجد فضل کے پاس بنایا اگرچہ آپ کو ہیتھرو ائیر پورٹ پر اپنی جاب کیلئے 22 کلومیٹر کا روزانہ سفر کرنا پڑتا تھا لیکن آپ نے قربانی کر کے بچوں کی تربیت کے لئے یہ فیصلہ کیا۔ آپ نے بچوں کو دامنِ خلافت سے وابستہ کر دیا تا کہ بچے مسجد اور جماعت کے ساتھ چمٹ جائیں۔ آپ باقاعدگی کے ساتھ اپنے بچوں کے ہمراہ مسجد فضل لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح کی اقتداء میں نمازوں کی ادائیگی کے لئے جایا کرتے تھے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سعادت بھی نصیب ہوئی کہ آپ نماز فجر کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ہمراہ و مبلڈن کامن میں صبح کی سیر کے لئے جایا کرتے تھے۔ آپ کو حلقہ ارلز فیلڈ میں بطور صدر جماعت خدمت کرنے کی بھی توفیق ملی اور پھر بعد از ریٹائرمنٹ آپ محترم امیر صاحب برطانیہ کے دفتر میں رضا کار کارکن کے طور پر 16 سال تک خدمات بجالاتے رہے۔ آپ یہاں بڑی جانفشانی کے ساتھ ڈیوٹی ادا کرتے رہے۔ آپ کے ساتھ کام کرنے والے کارکنان آپ سے بہت محبت کرتے، آپ سے مزاح بھی کرلیا کرتے جس سے آپ لطف اندوز ہوتے اور خود بھی لطیف حسِّ مزاح رکھتے تھے۔ آپ کے ساتھی آپ کی خوبیوں پر رطب اللسان اور آپ کی جدائی پر آپ کی کمی محسوس کرتے ہیں۔

مکرم مرزا حفیظ احمد صاحب کارکن دفتر امیر صاحب یوکے جن کو آپ کے ساتھ لمبا عرصہ اکٹھے کام کرنے کا موقع ملا، وہ مجھے بتاتے ہیں کہ مکرم مجیب اللہ صادق صاحب ہمارے بہت ہی پیارے بزرگ تھے۔ آپ انتہائی وقت کی پابندی کرتے ہوئے دفتر حاضر ہوتے تھے۔ اپنی جاب پر وقت کے پابند تھے اور وہی روٹین آپ نے یہاں رکھی جو وقت مثلاً صبح نو بجے دفتر کھلنے کا ہے تو آپ نے پورے نو بجے پہنچ کر دفتر کھول دینا ہوتا تھا۔ اگر ٹریفک کی وجہ سے کبھی تاخیر ہوگئی تو دفتر آ کر کئی دفعہ معذرت کرنی کہ میں لیٹ ہوگیا۔ آپ ہمارے دفتر کی رونق تھے اور بہت ہنس مکھ تھے ہم ادب کے دائرہ میں رہتے ہوئے ان سے مذاق بھی کرلیا کرتے تھے لیکن آپ نے اس کا کبھی برا نہیں منایا بلکہ مسکرا دیتے تھے۔

امیر صاحب یوکے کے دفتر میں آپ کی ٹیلی فون پر ڈیوٹی تھی۔ آپ دفتر آنے والے ٹیلی فونز سنا کرتے تھے۔ دو تین کام آپ روزانہ بڑی باقاعدگی کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ صبح دفتر آ کر آپ نے محترم امیر صاحب یوکے کو فون کرنا اور ان کی خیریت دریافت کرنی۔ پھر بیوی بچوں کو فون کر کے ان کا حال پوچھنا، اس سے ان کی تسلی ہوجاتی۔ ایک مستقل کام جو آپ صبح دس بجے سے پہلے کرلیا کرتے کہ۔۔۔۔۔۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو بھیجی جانے والی ڈاک تیار کر کے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری دے کر آتے اور وہاں سے اپنے دفتر کی ڈاک لے آیا کرتے تھے۔ ایک عادت اور خدمت جس میں آپ باقاعدہ تھے۔۔۔۔۔۔کہ جونہی دس بجنے آپ نے اپنی سیٹ سے اٹھنا اور چائے بنا کر سب دفتر والوں کو پیش کرتے۔ چائے ہم بھی بنا سکتے تھے لیکن انہوں نے یہ خدمت اپنے ذمہ لے رکھی تھی کہ میں چائے بنا کر آپ سب کو پیش کروں گا۔ آپ جب لاک ڈاؤن کی وجہ سے آخری دن دفتر سے گئے ہیں تو سب کو فرداً فرداً ملے اور وعدہ کیا کہ میں روزانہ آپ سے رابطہ کر کے اپنی خیریت بتاؤں گا اور آپ لوگوں کی خیریت دریافت کیا کروں گا۔ چنانچہ آپ روزانہ فون کر کے خیریت بتاتے بھی اور پوچھتے بھی تھے۔ اور جب آپ ہسپتال داخل ہوئے ہیں تو بڑے دکھ سے اظہار کیا کہ مجھے یہاں سے فون کرنے کی اجازت نہیں۔

اسی طرح آپ کے ساتھی مکرم مبشر احمد گوندل صاحب کارکن دفتر امیر صاحب UK آپ کے محاسن کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آپ سے میری شناسائی 1985ء میں اس وقت ہوئی جب ہماری ترجمانی کی ٹیم جلسہ سالانہ یوکے میں شامل ہونے کیلئے پاکستان سے آئی تھی۔ آپ مکرم منیر احمد فرخ صاحب سابق امیر ضلع اسلام آباد کے کلاس فیلو تھے اس لئے ہمارے یوکے کے قیام کے دوران کافی وقت ہمارے ساتھ گزارتے۔ ایک لمبے عرصے سے امیر صاحب یوکے کے دفتر میں ہمارے ساتھ رضا کارانہ خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ نہایت ذمہ داری سے اور باقاعدگی سے ڈیوٹی پر آتے، وقت کی پابندی کا بہت خیال کرتے۔ اگر کسی دن نہ آنا ہوتا، ایک دن قبل بتاتے کہ میں اس وجہ سے کل نہیں آسکوں گا۔ ملک سے باہر جانے کی صورت میں امیر صاحب سے اجازت حاصل کرتے۔

بیوی اپنے خاوند کے اخلاق عالیہ کی اولین گواہ ہوتی ہے۔ اہل و عیال کے ساتھ حسن سلوک ایک مومن کا فریضہ اور اس کی شان ہوتی ہے۔ محترم مجیب اللہ صادق صاحب کا اپنی اہلیہ کے ساتھ نصف صدی سے زائد ساتھ رہا ہے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ عائشہ صادق صاحبہ آپ کا ذکر خیر اور اوصاف حسنہ کا بیان ان الفاظ میں کرتی ہیں:

میرے میاں بہت محبت کرنے والے شوہر تھے۔ ہمارا ساتھ 52 سال کا تھا۔ یوں لگتا ہے وہ میرے وجود کا حصہ تھے۔ اس 52 سال کے عرصہ میں شائد کچھ دن کے علاوہ ہم کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے۔ اپنے بچوں اور انکے بچوں کے ساتھ بھی اوروں کے بچوں کے ساتھ بھی ان کا پیار اور دوستی کا تعلق تھا۔ ہر کسی سے اس کی دلچسپی کے مطابق ان سے بات کرتے۔ بچوں کے ساتھ بچے بن کر کھیلتے۔ بچے چھوٹے تھے تو میرے ساتھ راتوں کو جاگتے اور میری مدد کرتے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے دینی و دنیاوی ہر لحاظ سے بہت بھرپور زندگی گزاری۔ برٹش ائیرویز کی ملازمت کے دوران ایک گھنٹہ طویل سفر کر کے کام پر جاتے لیکن گھر مسجد فضل کے قریب لیا تا کہ خلیفہ وقت کے سایہ تلے بچے پلیں۔ بچوں کو ہمیشہ چھوٹی عمر سے مسجد لیکر جاتے۔ ریٹائرمنٹ سے لیکر زندگی کے آخری ایام تک امیر صاحب کے آفس میں رضا کارانہ خدمت کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ یہ اُن کی زندگی کے بہترین سال تھے جو انہوں نے بے حد انجوائے کئے۔ حضور کے اسلام آباد منتقل ہوجانے پر بار بار اس بات کا اظہار کرتے کہ بہت اداسی ہوگئی ہے، کوئی رونق نہیں رہی، حضور چلے گئے ہیں۔

نمازوں میں وقت کی پابندی کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ ہمیشہ گھڑی پر اُن کی نظر ہوتی۔ بہت کم ہوا کہ انہوں نے نماز جمع کی ہو۔ اللہ کے فضل سے تہجد گزار تھے۔ بیماری کے ایام میں اگرچہ بہت کمزوری ہوگئی تھی، چکر آجاتے تھے۔ لیکن پھر بھی باوضو ہو کر نمازیں ادا کرتے۔ ہم عمرہ کے لئے گئے تو انکے گھٹنوں میں شدید تکلیف تھی، چلنا دشوار تھا۔ ہم وہیل چیئر لیکر گئے تھے لیکن بیٹھنے سے صاف انکار کر دیا اور چل کر ہی کئی طواف کئے اور کہا کہ اس کا زیادہ ثواب ہے۔ اُن کو اپنے چندوں کی ادائیگی کی بے حد فکر رہتی تھی۔ بیماری کے دوران سب چندے ادا کئے۔ طبیعت بہت ہی سادہ تھی۔ صاف گو انسان تھے جن کا ظاہر و باطن ایک ہی تھا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ بہتوں کے دلوں میں گھر کر گئے۔ اپنی تکلیف کا بہت کم کسی سے اظہار کرتے۔ اپنی خدمت کروانا ان کو پسند نہیں تھا۔

آپ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے تھے اور نمازوں کی ادائیگی ہمیشہ وقت پر کرتے تھے اور اپنے بچوں کو بھی انگلستان جیسے مادی ماحول میں اسی کا عادی بنایا۔ اس بارہ میں آپ کی بیٹی سیدہ رضوانہ یحیٰ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ اباجان کی ایک بہت ہی اچھی عادت یہ تھی کہ نہ صرف یہ کہ نماز جمع کرنے کو ناپسند فرماتے تھے بلکہ ہر نماز کو علیحدہ عین اس کے صحیح وقت پر ادا کرتے تھے۔ انہیں مختلف میچز ٹی وی پر دیکھنے کا بہت شوق تھا مگر بارہا میں نے دیکھا کہ عین میچ کے درمیان میں اگر نماز کا وقت ہو جاتا تو وہ میچ چھوڑ کر پہلے نماز ادا کرتے۔ ہم اس لحاظ سے بہت خوش قسمت ہیں کہ ہمارے والدین نے ہمیں نمازوں پر قائم کرنے والا ماحول فراہم کیا اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب ان کی اگلی نسلیں بھی ماشاء اللہ نمازوں کو قائم کرنے والی بن چکی ہیں۔

وفات سے پہلے آپ نے اپنے بچوں کو نصیحت کی کہ میرے بارے میں فکر نہ کرنا۔ میرا اللہ مجھے سنبھال لے گا۔ اور پھر آخری نصیحت یہ کی کہ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق ہمیشہ مضبوط رکھنا۔ اس نصیحت کے ساتھ آپ کی مطمئن روح اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوگئی۔

الحمد للہ آپ کے بیٹے ڈاکٹر کلیم صادق صاحب نے گزشتہ سال یوگنڈا سے واپسی پر جہاں وہ ہیومینیٹی فرسٹ کے کام کے سلسلہ میں گئے تھے، حضور انور سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں اپنے والد صاحب کی طرف سے ایک مسجد تعمیر کروانا چاہتا ہوں۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت اس کو منظور فرمایا۔ چنانچہ یوگنڈا کے ایک گاؤں رے ٹوما (Rwetuuma) میں مسجد صادق اب تکمیل کے مراحل میں ہے۔ یہ مسجد محترم مجیب اللہ صادق صاحب کی نیک یادوں کو زندہ رکھنے کا باعث بنے گی۔ انشاء اللہ

آپ کا خلافت کے ساتھ ایک مضبوط اور پیار کا رشتہ تھا۔ خلافت احمدیہ کے فدائی تھے اور اس کی نصیحت اپنی اولاد کو بھی کیا کرتے تھے۔ الحمد للہ کے آپ کی اولاد بھی دربار خلافت سے اٹھنے والی ہر آواز پر والہانہ لبیک کہنے والی ہے۔ آپ کے داماد مکرم ڈاکٹر محمد یحیٰ صاحب بیان کرتے ہیں کہ نظامِ جماعت اور نظامِ خلافت سے ان کا تعلق بہت ہی مثالی تھا۔ اپنی آخری بیماری کے ایام میں جبکہ دل کے عارضہ کی وجہ سے ان کو سانس لینے میں بھی تکلیف ہوتی تھی، جب بھی ہم نے ان کو یہ بتایا کہ حضور انور کی خدمت میں آپ کی بیماری سے متعلق رپورٹ پیش کی گئی ہے تو ان کے چہرے پر ایک رونق اور بشاشت سی آجاتی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے ان کو یہ سن کر بہت ہی اطمینان اور سکون ملا ہے۔

آپ بہت شفیق والد تھے لیکن اپنے بچوں کی بہت عمدہ طریق پر تربیت کی اور ان کو خلافت اور نظام جماعت کے ساتھ وابستہ کر دیا۔ آپ کے بیٹے مکرم ڈاکٹر کلیم صادق صاحب بیان کرتے ہیں کہ ابوجان بہت شفقت کرنے والے باپ تھے۔ بہت پیار سے باتیں سمجھاتے تھے۔ بچوں کے ساتھ بچوں والی باتیں اور سچے دل سے پیار کرتے تھے۔ بزرگوں کے ساتھ نرمی اور احترام سے پیش آتے تھے۔ روزانہ بچپن سے ہی مسجد اور

نماز سے تعلق رکھنے کی عادت ڈال دی۔ خلافت سے بہت پیار تھا اور ہم بچوں کے دل میں بھی یہ پیار ڈال دیا۔

صبح جب فجر کے لئے جگاتے تو بہت پیار سے جگاتے اور پھر لائٹ آن کرتے۔ ان ہی کی وجہ سے اب ہم سب اور ہمارے بچے روزانہ مسجد میں نماز پڑھنے کے عادی ہو گئے۔ آپ بہت نرم طبیعت کے تھے۔ کہتے تھے کہ میں سب سے پیار کرتا ہوں۔ بہت صاف گو تھے، کوئی چالاکی نہ تھی اور کبھی دوسروں کو تکلیف نہیں پہنچاتے تھے۔ آپ اتنے نرم دل تھے کہ جانوروں کو بھی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے تھے۔ بچپن میں مجھے بہت شوق تھا کہ طوطا پالوں مگر ابوجان فرمایا کرتے تھے کہ کسی پرندہ کو پنجرے میں بند رکھنا ظلم ہے۔

آپ نے اپنی بہو کو ہمیشہ اپنی بیٹی سمجھا اور اس کو بیٹیوں جیسا پیار دیا۔ آپ کی بہو مکرمہ مونا صادق صاحبہ بنت مکرم ناصر احمد شمس صاحب آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے بتاتی ہیں کہ آپ ایک فرشتہ سیرت انسان تھے۔ منکسر المزاجی اور تحمل ان کی طبیعت کا حصہ تھی۔ بچوں سے غیر معمولی محبت اور شفقت کا سلوک فرماتے۔ بچے بھی جہاں ان کو دیکھتے ان سے چمٹ جاتے۔ مجھے ہمیشہ باپ کا پیار دیا۔ میری شادی کو بیس سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس سارے عرصہ کے دوران ہمیشہ مجھے اپنی بیٹیوں کی طرح پیار کیا۔ آپ کی وفات کا صدمہ بہت بڑا اور گہرا ہے۔ لیکن ہم اللہ کی رضا پر راضی ہیں۔

آپ اپنے بچوں اور انکی اولاد سے بہت شفقت اور پیار کا تعلق رکھتے۔ اسی وجہ سے بچے بھی آپ کے ساتھ بہت مانوس تھے اور آپ کی صحبت میں رہنا پسند کرتے تھے۔ آپ کی سب سے بڑی نواسی مکرمہ ملیحہ فرید الحق صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ میں نانا جان مرحوم کی اگلی نسل میں سے پہلی اولاد ہوں۔ یوں مجھے انکے ساتھ 24 سال گزارنے کا موقع ملا۔ مرحوم نانا جان بہت ہی محبت کرنے والے، شفیق انسان تھے۔ ہم سب بچوں سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے بلکہ بچوں کی خوشی اور ہنسی مذاق میں ہمارے ساتھ ہمیشہ شریک ہوتے۔ سب بچوں کو ہمیشہ انکے گھر رات رہنا بہت پسند تھا۔ آپ چونکہ قدرے اونچی آواز میں نماز پڑھنے کے عادی تھے اور تلاوتِ قرآن باقاعدگی سے کیا کرتے تھے۔ اس لئے بارہا میری آنکھ انکی تلاوتِ قرآن کی وجہ سے کھلتی ہے۔

آپ بہت ملنسار اور دوستانہ تعلق رکھتے تھے اسی لئے آپ سے ملنے والے آپ کی اس خوبی کا بیان کرتے ہیں۔ آپ کے ایک دوست مکرم ڈینٹل سرجن ڈاکٹر فرید احمد صاحب آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ بہت عظیم دوست تھے۔ آپ سے میرا تعارف تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ صبح کی سیر کے دوران ہوا تھا۔ آپ ہر وقت سمارٹ لباس اور ٹائی میں ملبوس ہوتے تھے۔ میں آپ کو اس پر مذاق اور چھیڑ خانی بھی کیا کرتا تھا۔ آپ بھی مجھے مذاق میں کہتے کہ آپ کو ٹائی پہننے سے کون روکتا ہے۔ ایک بار غیر ارادی طور پر اچانک آپ کی کار حضور رحمہ اللہ کی کار سے ٹکرا گئی اس پر آپ بہت خوف زدہ ہو گئے لیکن کمال شفقت کا مظاہرہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا۔ حضورؒ اپنی کار سے اتر کر باہر آئے اور دیکھا کہ سب کچھ ٹھیک ہے اور مجیب صاحب کا حال پوچھا اور حضورؒ مسکرا دیئے گویا کچھ بھی نہیں ہوا۔ جب خلافت خامسہ کا انتخاب ہو گیا تو میں مجیب اللہ صاحب کو از راہ تفنن کہا کرتا تھا کہ اب آپ محتاط رہیں اور حضور انور ایدہ اللہ کی کار کے پیچھے نہ جائیں۔ آپ اس سے محظوظ ہوا کرتے تھے۔ آپ ایک بہت اچھے دوست تھے۔ مسکراہٹ ہمیشہ آپ کے چہرے پر ہوتی اور متبسم چہرے کے ساتھ لوگوں سے ملتے تھے۔ یقیناً آپ کی کمی محسوس ہوتی رہے گی۔

عزیز رشتہ داروں کے ساتھ تو آپ کا مثالی سلوک تھا۔ آپ کی بڑی بہن شمسہ سفیر صاحبہ جنہوں نے آپ کی ماں بن کر دیکھ بھال کی تھی اور لندن میں انہیں کے ہاں مجیب صاحب قیام پذیر ہوتے تھے۔ مجیب صاحب کی شادی کے فوراً بعد مکرمہ شمسہ سفیر صاحبہ کے شوہر محترم ڈاکٹر سید سفیر الدین بشیر احمد صاحب انتقال کر گئے۔ محترم مجیب صاحب نے انکے کمسن پانچ بچوں کے لئے باپ کا کردار ادا کیا اور انکی دیکھ بھال کی ذمہ داری نبھاتے رہے۔ اور تا وقت وفات ان سب سے مثالی تعلق تھا۔

مکرم محمد شریف عودے صاحب امیر جماعت کبابیر بیان کرتے ہیں کہ میں محترم مجیب صاحب کو گزشتہ 25 برس سے جانتا ہوں۔ آپ ایک شفیق ہمدرد، فراخ دل اور باپ کی طرح پیار کرنے والا وجود تھے۔ آپ انتہائی شریف النفس وجود تھے جو دوسروں کے لئے ہمیشہ خوشی کا سامان پیدا کیا کرتے تھے۔ چند سال قبل آپ اور آپکی فیملی کبابیر تشریف لائی تب سے ہمارا تعلق بہت مضبوط ہو گیا اور ہم ایک خاندان کی طرح ہو گئے۔ آپ بہت ملنسار تھے اور ہمیشہ ہماری فیملی کو ہر جلسہ پر اپنے گھر دعوت پر بلایا کرتے تھے۔

آپ اور آپ کی فیملی کی مہمان نوازی جو جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے ہوتی اس کا خاکسار بھی گواہ ہے۔ جلسہ کے مہمانوں کی حالت تو مہاجرین کی سی ہوتی ہے اور آپ نے ہمیشہ لندن کے رہائشی ہونے کے ناطے ان مہاجرین کے لئے انصار مدینہ کا کردار ادا کیا اور اخوت و محبت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانان کی مہمان نوازی کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔ جلسہ پر آنے والے مہمانان کی خدمت ثواب سمجھ کر کرتے تھے۔ 2017ء کے جلسہ سالانہ پر خاکسار کو بھی شمولیت کا موقع ملا اور آپ کے بیٹے کلیم صادق کے ہاں مہمانان جلسہ کے ساتھ پر لطف دعوت میں شریک ہوا۔ آپ نے صرف مدعو ہی نہیں کیا بلکہ مجھے گھر سے لے جانے اور چھوڑنے کی ڈیوٹی بھی ادا کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اموال و اخلاص اور نفوس میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

محترم سید طاہر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اشاعت ایم ٹی اے مجھ سے محترم مجیب صاحب کے بارہ میں بیان کرتے ہیں کہ آپ بہت ہی شریف النفس، ملنسار، محبت کرنے والے اور حد درجہ مہمان نواز تھے۔ اور شگفتہ حس مزاح رکھتے تھے۔ وہ مجھ سے جب بھی ملے بہت محبت سے پیش آتے رہے۔

دفتر میں آنے والے مہمانان اور عہدے داران سے ادب اور احترام کے ساتھ پیش آتے۔ خواہ عمر میں چھوٹے بھی ہوں تو بھی آپ احتراماً کھڑے ہو جاتے اور ان سے خندہ پیشانی سے ملتے۔ مکرم محمد زکریا خان صاحب امیر و مشنری انچارج ڈنمارک بیان کرتے ہیں کہ بلاشبہ آپ گلشن احمد کے خوبصورت پھولوں میں سے ایک پھول تھے۔ نہایت درجہ ملنسار، منکسر المزاج اور عمدہ مزاح کے مالک تھے۔ میں عمر میں ان سے بہت چھوٹا تھا۔ مگر آپ بڑے احترام سے کھڑے ہو جاتے اور فوراً چائے، کافی کی پیشکش اور لوازمات کے ساتھ خود پیش کر دیا کرتے تھے۔ میری توجہ ذرا ادھر ادھر ہوتی تو فوراً پوچھتے کسی چیز کی ضرورت ہے تو مہیا کر دیتے۔ لیکن سب سے بالا ان کے دل میں جماعت کی خدمت کی تڑپ اور خلیفۂ وقت کا ادب و احترام کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ادھر اذان ہوئی، فوراً وضو کیا اور خلیفۃ المسیح کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کے لئے مسجد چل پڑے۔

مکرم حامد کریم محمود صاحب مبلغ ہالینڈ تحریر کرتے ہیں کہ 1980ء میں خاکسار محترم ناصر احمد شمس صاحب کے ہاں ہالینڈ گیا تو وہاں محترم مجیب اللہ صاحب بھی مع فیملی ٹھہرے ہوئے تھے وہاں ان سے تعارف ہوا اور اکٹھے سیر بھی کی۔ تب سے ان کے ساتھ ایک پیار محبت کا تعلق ہوا جو آخر تک قائم رہا۔ جلسہ یوکے پر جانے کا موقع قریباً ہر سال مل جاتا تھا ان سے ضرور ملاقات ہوتی۔ ہمیشہ بہت پیار سے اور مسکراتے ہوئے ملتے حال احوال پوچھتے۔ ان کے بیٹے عزیزم کلیم اللہ صاحب سے بھی پیار کا تعلق پیدا ہوا جو آج تک قائم ہے۔ عزیزم کلیم کے گھر میں بھی متعدد بار دعوت پر جانے کا موقع ملتا رہا وہاں بھی ان سے ملاقات ہوتی اور ہمیشہ ہی بہت عزت و پیار سے ملاقات ہوتی۔

اپنے غیر مسلم ہمسایوں کے ساتھ بھی مجیب صاحب کا حسن سلوک قابل تقلید تھا۔ آپ کے ہمسائے بھی آپ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ آپ بہت ہی نرم دل اور ہمدرد انسان تھے۔ آپ کے ساتھ والے مکان میں ایک 80 سالہ معمّر خاتون مسز روز سپلمین اکیلی رہتی تھیں۔ رات کو بجلی گرجتی تو وہ بڑھیا خوف سے درمیانی دیوار کو زور زور سے کھٹکھٹاتی۔ آپ انسانی ہمدردی میں اپنی اہلیہ کو ساتھ لیکر اس کے پاس جاتے اور اُس کے اطمینان کی خاطر کافی دیر اُس کے پاس بیٹھے رہتے۔ وہ بہت کمزور اور ناتواں ہو چکی تھی۔ محترم مجیب صاحب نے اپنی بیٹیوں کو انکی خدمت پر مامور کیا ہوا تھا۔

آپ کی وفات پر آپ کے غیر مسلم ہمسائے بھی افسردہ تھے۔ آپ کی ہمسائی Sharon Betts نے کہا کہ آپ نہایت پاکباز اور پیارے وجود تھے۔ اگر کبھی ملاقات کو زیادہ وقت گزر جاتا تو آپ ہمارے گھر تشریف لا کر ہماری خیریت دریافت کرتے۔

اسی طرح آپ کے ہمسائے Mr.Charles اور انکی اہلیہ Mrs. Derdie کہتی ہیں کہ ہم آپ کو ہمیشہ اپنی حسین یادوں میں زندہ رکھیں گے آپ عظیم شخصیت اور نیک وجود تھے۔

سیکرٹری تربیت برطانیہ مکرم نثار آرچرڈ صاحب آپ کے بارہ میں بیان کرتے ہیں کہ میرا آئندہ امیر صاحب یوکے کے دفتر میں جانا پہلے کی طرح نہ ہو گا کیونکہ میں جب بھی امیر صاحب کے آفس جاتا تو مجیب اللہ صادق صاحب کے ڈیسک کے سامنے بیٹھتا تھا اور آپ بغیر کہے فی الفور میرے لئے عمدہ قسم کی کافی دیگر لوازمات کے ساتھ مجھے پیش کرتے تھے۔ اسی طرح جب بھی آپ کے حلقے میں تربیتی اجلاسات کے لئے جاتا تو وہاں مجیب صاحب ہمیشہ پہلی صف میں موجود ہوتے تھے۔ میں آپ کی کمی تو محسوس کرونگا لیکن اپنے اس پیارے دوست کو کبھی نہیں بھول پاؤنگا۔

محترم ناصر احمد شمس صاحب سیکرٹری فضل عمر فاونڈیشن آپ کی سیرت اور شمائل حسنہ کا خوبصورت احاطہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
رُوئے گل سیر ندیدم کہ بہار آخر شد

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: فرمانِ خلیفہ ٔوقت......از صفحہ 1

ایک دوسرے کے لیے خدا تعالیٰ کی خاطر محبت کے جذبات ہوتے ہیں یعنی ان کی محبت اور بھائی چارہ ذاتی اغراض کے لیے نہیں ہوتا بلکہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے لیے ہوتا ہے۔ اسی طرح تقویٰ پر چلنے والے ہیں جن میں عاجزی پیدا ہوتی ہے۔ عاجزی کے اظہار صرف اپنے مرتبے اور دولت کے لحاظ سے بڑے سے نہیں ہوتے، ان ہی کے سامنے عاجزی نہیں دکھاتے جو بڑے ہیں، رتبے میں بڑے ہیں یا دنیادار ہیں بلکہ غریبوں اور مسکینوں سے بھی عاجزی کا اظہار کرتے ہیں اور یہی لوگ ہیں جو سچائی پر ہر وقت قائم ہیں اور سمجھتے ہیں کہ قولِ سدید ہی خدا تعالیٰ تک پہنچاتا ہے اور جھوٹ جو ہے وہ شرک کی طرف لے کے جاتا ہے۔ اور جب آخرت کی فکر ہے اور خدا تعالیٰ کا خوف ہے اور تقویٰ کی حقیقت جانتے ہیں تو پھر ایک شخص مومن کہلا کر پھر جھوٹ کس طرح بول سکتا ہے اور ان باتوں کے حاصل کرنے والے اور نیکیوں کی روح کو سمجھنے والے ہی ہیں جو دین کی خدمت میں بھی حقیقت میں سرگرم ہوتے ہیں ورنہ تو یہ جو خدمت ہے بظاہر یہ بھی کچھ مفادات کے حصول کے لیے ہو جاتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں سینکڑوں علماء ہیں جو دین کے نام پر بظاہر بڑے سرگرم ہیں اور اندر سے دین کے نام پر ظلم کر رہے ہیں، جن میں تقویٰ کی کمی ہے، جن میں خدا کا خوف نظر نہیں آتا، جن کو آخرت سے زیادہ دنیا کے مفادات عزیز ہیں اور نام خدا اور آخرت کا لیتے ہیں۔ پس ان باتوں کی روح کی ضرورت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ ظاہری خول نہ ہو بلکہ روح ہو، مغز ہو۔ ان باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4 اکتوبر 2019)

آج کی دعا

سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡم۔ (ترمذی کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ: ’’پاک ہے میرا ربّ بڑی عظمت والا۔‘‘

سُبُّوۡحٌ قُدُّوۡسٌ رَبُّ الۡمَلَآ ئِکَۃِ وَالرُّوۡحِ (مسلم کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ: ’’بہت تسبیح کے لائق، بہت ہی پاکیزگی والا، فرشتوں اور روح کا ربّ۔‘‘

سُبۡحَانَ ذِی الۡجَبَرُوۡتِ وَالۡمَلَکُوۡتِ وَالۡکِبۡرِیَاءِ وَالۡعَظۡمَۃِ (ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ: ’’پاک ہے وہ ذات جو بہت بزرگی و قدرت اور بادشاہت والی ہے۔ بڑائی اور عظمت والی ہے۔‘‘

یہ پیارے رسولِ کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نماز میں رکوع کے وقت پڑھنے والی دعائیں ہیں۔

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

بہت پیارے انکل مجیب صاحب کی وفات حسرت آیات نے بے حد دکھی اور اداس کر دیا ہے۔ آپ نہایت ہی فرشتہ سیرت انسان، اعلیٰ اخلاق کے مالک اور خلافت احمدیہ کے عاشق صادق تھے۔

آپ کا وجود نہایت شفیق بزرگ کی حیثیت رکھتا تھا ہر کسی پر پدرانہ شفقت کا سایہ محیط رہتا۔ اپنی اہلیہ، بچوں اور تمام عزیزوں کے لئے جہاں ایک سائبان کی حیثیت تھی۔ وہاں غیروں کے لئے غیر معمولی محبت اور شفقت کا سلوک روا رکھتے۔ منسکر المزاجی اور تحمل ان کی طبیعت کا فطرت ثانیہ بن چکا تھا۔ اپنے تمام بچوں کی بھی نہایت احسن رنگ میں تربیت کی اور ان کو خلافت کا شیدائی اور اطاعت گزار بنانے میں اپنی ساری عمر صرف کر دی۔

بچوں سے غیر معمولی محبت اور شفقت کا سلوک فرماتے اور بچے جہاں بھی ان کو دیکھتے دوڑ کر ان سے چمٹ جاتے۔ آپ بہترین اخلاق حسنہ سے متّصف تھے۔ جلسہ سالانہ یو کے پر مرکز سے آنے والے مہمانوں سے غیر معمولی حسن سلوک کا اظہار فرماتے اور انکی مہمان نوازی اور دلداری میں کوئی کسر نہ چھوڑتے۔ آپ طبعاً کم گو اور خاموش طبع تھے۔ لیکن جو بھی آپ سے ملتا آپ کا گرویدہ ہو جاتا اور اسے یوں محسوس ہوتا کہ گزشتہ کئی نسلوں سے ہمارا آپس میں گہرا تعلق ہے۔

آپ کی موجودگی ماحول اور مجلس کو ہمیشہ خوشگوار بنائے رکھتی اور وہاں سے اٹھنے کو دل نہیں کرتا تھا۔ قریبی عزیزوں کو اصرار کر کے گھر پر مدعو کرتے۔ بہت وقت دیتے۔ ہنسی مذاق اور گفتگو میں پورا شامل ہوتے۔ مہمانوں کی پسند کے مختلف کھانے خود تیار کرواتے اور پھر بڑی محبت اور چاہت سے ایک ایک کے پاس جا کر ان کی خدمت میں پیش کرتے۔ جلسہ سالانہ برطانیہ کے بعد اکثر یہ نظارہ دیکھنے کو ملتا تھا۔ ان کے بیٹے عزیزم مکرم ڈاکٹر سید کلیم اللہ صادق جو خاکسار کے داماد بھی ہیں کے ہاں ہر روز ایک دعوت ہو رہی ہوتی لیکن ہر روز مہمان مختلف ہیں۔ ان سب احباب کو یقین ہی نہیں آ رہا کہ اتنا پیارا اور مخلص وجود ہم سے جدا ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس صدمہ عظیم کے برداشت کرنے کی طاقت، قوت اور ہمت عطا فرمائے۔ اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ اور ہماری اولادوں کو خلافت کا جانثار سپاہی بنائے۔ آمین۔

تمہیں کہتا ہے مردہ کون، تم زندوں میں شامل ہو
تمہاری خوبیاں قائم، تمہاری نیکیاں باقی

مورخہ 31 مئی 2020ء کو محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت برطانیہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ سے قبل محترم امیر صاحب برطانیہ نے محترم مجیب صاحب کا بہت خوبصورت انداز اور محبت کے ساتھ ذکر خیر کیا کہ آپ ایک ممتاز شخصیت تھے۔ میرے انکے ساتھ غیر معمولی ذاتی مراسم تھے۔ میں انہیں اپنا ایک سچا دوست کہنے پر خوشی محسوس کرتا ہوں۔ آپ شریف النفس، صاف دل، متقی اور مخلص احمدی تھے۔

مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ ہمارے دفتر میں کام کرتے تھے اور آپ نے دفتر کا ماحول بہت خوشگوار رکھا ہوا تھا۔ ہم ہر صبح ایک دوسرے سے فون پر بات کرتے۔ جس طرح ہم نے مل کر کام کیا ہے اس سے ہم اطمینان محسوس کرتے تھے بلکہ اس سے پورا ماحول خوشگوار تھا۔ سب سے بڑھ کر خوشی کی بات یہ ہے کہ آپ نے اپنی اولاد اور ان کے بچوں میں خلافت اور جماعت سے محبت پیدا کر دی ہے۔ اپنے پیچھے نیک اولاد چھوڑنا صدقہ جاریہ ہے۔ الحمدللہ آپ کی ساری اولاد بہت خدمتگار اور مخلص احمدی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد پر بھی اپنی برکتیں نازل فرمائے۔ اور ان کو اپنے نیک اور بزرگ والد کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆...☆...☆

11/ ستمبر 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:50	18:27
مدینہ منورہ	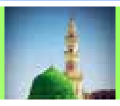	04:48	18:30
قادیان	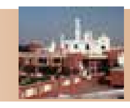	04:47	18:39
ربوہ		04:27	18:19
اسلام آباد ٹلفورڈ	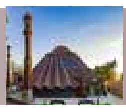	05:03	19:26